International Journal of Multidisciplinary Research and Development
Online ISSN: 2349-4182, Print ISSN: 2349-5979, Impact Factor: RJIF 5.72
www.allsubjectjournal.com
Volume 3; Issue 4; April 2016; Page No. 352-357

نوٹ کی شرعی حیثیت اور عصر حاضر میں اسکا استعمال

[1] Imtiaz Ahmed Khoso, [2] Dr. Mufti Aijaz Ali Khoso, [3] Dr. Muneer Ahmed, [4] Dr. Ahmed Khan

[1] Research Scholar, Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, Pakistan.
[2] Assistant Professor, ISRA University, Hyderabad, Sindh, Pakistan.
[3] Assistant Professor, Visiting Faculty, Bahria University Islamabad Campus, Pakistan.
[4] Jamia Farooqia, Shah Faisal Colony, Karachi Sindh, Pakistan.

Abstract

Sharia importance of Government Currency note & its uses in present era, History of Government Currency note and its assessment in the light of Sharia, An essential and fundamental part of human is his economic & finance life, to fulfil his basic needs dealing with market and trade, he has to face numerous transaction and deals.

Today a GC note is essential to make financial and trading deals, and without it no transaction is possible. It values the assets and items available in the market. Every country has its own currency note and different values are available globally to make any transaction.

Keywords: Islam is complete system of life, and every human have been guided to solve his all problems. The principles of life, trade, and social behavior etc. are part of Islam. All the problems of human

Introduction

کرنسی کی تعریف

کرنسی کی لغوی تعریف:

خالد بن عبداللہ بن محمد الصالح ریسرچ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

النقود:جمع نقد،وھذہ المادۃ:((النون،والقاف،والدال اصل صحیح ےدل علی ابرازشيء وبروزہ۔(۱)

" النقود نقدکی جمع ہے اسکا اصل مادہ نون،قاف اور دال ہے جسکا معنی کسی شيء کو ظاہر کرنے پر دلالت کرنے کے آتا ہے۔"

ولھا معان عدۃ :

الاول: ((خلا ف النسیئۃ) فنقد الثمن اعطاوہ نقدا معجل(۲)

ترجمہ: ادھار کا ضد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اسنے قیمت کیش کی صورت میںادا کی اور اسی سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قصہ حدیث میں مشہور ہیکہ آپؐ نے ان سے اونٹ خریدی اور فرمایہ کہ آپؐنے مجھے اسکی نقد قیمت اداکی۔

الثانی: تمییز الدراھم و اخرج الزیف منھا انشد سیبویہ(۳)

ترجمہ: دراہم کو پرکھ کر ان میں سے کھرے اور کھوٹے کو نکالنا۔

علامہ سرخسی مبسوط سرخسی میں لکھتے ہیں :

ان الفلوس تروج فی ثمن الخسیس من الأشیاء دون النفیس، بخلاف النقود (٤)

ترجمہ: فلوس انکو کہا جاتا ہے جو کہ سستی چیزوں کی قیمت کیلئے متعین ہوں اور اور نقود عمدہ چیزوں کی قیمت کیلئے مقر کئے جاتے ہیں

علامہ نووی اور علامہ رافعی باب القرض میں لکھتے ہیں :

یشترط فی رأس المال ان یکو ن نقدا، وھو الدنانیر والدراھم المضروبۃ(۵)روضۃ الطالبین ،المؤلف:ابو زکریا محیی الدین یحی بن شرف النووی(المتوفی:٦٧٦ھ)

ج:٣،ص:٣٦٥،ناشر:المکتب الاسلامی۔(٦)

ترجمہ:سونے اور چاندی کی کرنسی کہ جس سے کوئی بھی معاملہ کیاجائے اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے۔

ابو جیب سعدی اپنے مشہور قاموس 'دالفقہی" میں فرماتے ہیں:

والجمع النقود۔ (۷)

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی اسلام اور جدید معیشت وتجارت میں لکھتے ہینکہ:

جو چیز عرفا آلہ مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتاہواور وہ قدر کا پیمانہ ہو اور اسکے ذریعے مالیت کو محفوظ کیا جاتا ہو اسے زر کہتے ہیں یہ تین خصوصیات جس میں پائی جاتی ہوں تو اسکو عربی میں ..نقد.. اردو میں زر انگریزی میں منی کہا جاتا ہے.(۸)

اموال میں جب نقدکالفظ بولا جائے تو اس سے سونا اور چاندی مراد ہو تاہے

، جیسا کہ ڈاکٹر مرعی حسین فرماتے ہیں:

والنقد ان ھما الذھب والفضۃ وھو لغۃ من الاموال (۹)

ترجمہ: "نقدان سے مراد سونا اور چاندی" ہے لغۃ انہیں أموال کہا جاتا ہے

چنانچہ مجلۃ الأحکام العدلیۃ مادہ :۱۳۰ میں ہے کہ النقو د جمع نقد وھو عبارۃ عن الذھب والفضۃ.

ترجمہ: النقود نقد کی جمع ہے اور یہ سونے اور چاندی کو کہاجاتا ہے

علی بن محمد الجمعہ اپنی فقہی معجم میں فرماتے ہیں:

النقد فی الغۃ: نقد الشيء نقد الیختبرہ او لیمیز جیدہ من ردئیہ۔ (۱۰) معجم مصطلحات الاقتصادیہ، علی علی بن محمد الجمعۃ،دار العبیکان ، ریاض، سعودی عرب ، ۲۰۰۰ئ،ص ٩٤

ترجمہ: "نقد کہتے ہیں کسی چیز کو پرکھنا تاکہ اسے جانچا جائے اور اس کا عمدہ اس کے گھٹیا سے علیحدہ ہو جائے"

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی مزید وضا حت کرتے ہو ئے لکھتے ہیں:

تعریف النقود والفاظھا:

النقو د فی اللغۃ جمع نقد ،ومعناہ قریب من المعنی الشائع اوالمستعمل لہ عرفا :وھو الاداء فی الحال مقابل شيء آخر، حیث عرفہ اھل اللغۃ:بانہ خلاف النسا ء (الموجل) وھو الاعطاء والقبض۔

ترجمہ:نقود لغۃ میں نقد کی جمع ہے اسکا معنی پرکھنے کے ہے اور عرفا اس معنی میں استعمال کیا جاتا ہے کہ کسی چیز کی قیمت فو را ادا کی جائے کہ جسطرح اھل لغت نے اسکی تعریف کی ہے کہ ےہ ادھار کی ضد ہے اور فورا قبضہ اور لینے کے معنی میں استعمال ہوتاہے

کیمبرج ڈکشنری نے اسکی یوں تعریف کی ہے :

Money Means :The coins or notes which are used to buy things, or the amount of these that one person has

ترجمہ: نقد کا معنی ہے سکے یا نوٹ کہ جنکو کسی چیز کی خریداری کے لئے استعمال کیا جاتا ہواور وہ نوٹ یا سکے اس شخص کے ملکیت میں ہو -- میں)Moneyتے ہیں (کیمبرج ڈکشنری مادہ۔

زر کی جامع تعریف وہ ہے جو کہ پروفیسر کرتھر نے وضع کی ہے وہ لکھتے ہیں

زرسے مراد وہ شيء ہے جسے آلہ مبادلہ کی حیثیت سے عام قبولیت حاصل ہو اور جو ساتھ ہی پیمائش قدر اور ذخیرہ قدر کا فرض بھی انجام دے یعنی زر بننے کیلئے قبولیت عامہ حاصل ہونی چاہئے .(۱۱)

کرنسی کی اصطلاحی تعریف:

پروفیسر ڈاکٹر علامہ وھبۃ الزحیلی نقد کی اصلاحی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

واصطلاحا:ھی کل مایتعامل بہ الناس من دنانیر ذھبیۃ،او دراھم فضیۃ،اوفلوس (قطع معدنیۃ من غیر الذھب والفضۃ) نحاسیۃ، او عملات ورقیۃ.(۱۲)

۲۔ قیمت کو پرکھنے کا اسٹینڈرڈ ہو۔
۳۔ انسان کی مالیاتی اسٹیٹس کی حفاظت ونگرانی کرنے والا ہو۔

اس تعریف سے واضح ہوا کہ کسی ایسی چیز کو نقدی کہنا صحیح نہیں جو کسی خاص تبادلہ کے لئے استعمال ہو اور عمومی تبادلے میں اس کا اعتبار نہ کیا جاتا ہو یا پھر یہ کہ وہ کسی ایک خاص جگہ، ملک یا محلے میں مستعمل ہو جیسے کہ انڈے وغیرہ کو کسی چیز کی قیمت کے پرکھنے یا مالیت کے اندازے کے لئے معتبر سمجھا جائے کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ یہ کسی خاص علاقے میناسی معنی میں استعمال ہوتا ہو، مگر اس کو ایسی قبولیت عام حاصل نہیں جوکہ ہر قسم کے تبادلہ میں مقبول ہو۔

مذکورہ بالا تعریفات وتشریحات، فقہاء کے زرِّین ملفوظات اور حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشاد گرامی سے یہ بات منقح ہوگئی کہ قیمتوں کے لئے اسٹینڈرڈ صرف اورصرف سونا ،چاندی نہیں بن سکتا، بلکہ ہر وہ چیز جوجنرل ایکسچینج کیلئے بازار میں وسیلہ بننے کے قابل ہو، وہ چیز قیمتوں کا اسٹینڈرڈ ہو اور عوام الناس اس چیز پر یقین و بھروسہ کرنے کے ساتھ ساتھ بحیثیتِ خزانہ ودولت اسے جمع کرکے اپنے ملکیت میں محفوظ کرکے رکھتے ہوں، تووہ نقدکہلا سکتاہے۔ زمانہ کی تغیّرات وتبدیلیوں نے نقود کی اس صورت ِحالت کو کاغذی کرنسی کی طرف دھکیل کر آپہنچایا ۔ اگر مذکورہ بالا أوصاف کو مدِّ نظر رکھ کر کاغذی کرنسی مینیہ خوبیاں دیکھی جائیں تو سب کے سب أوصاف اسمیں موجود ہیں اسکی تفصیلی بحث آگے آنے والا ہے ۔

نقود (کرنسی) کیلئے زیادہ تر بولے جا نے والے الفاظ

عربی میں نقود کیلئے مندرجہ ذیل اصطلاح استعمال کئے جاتے ہیں:
۱: فلوس ۲: ثمن

(۱) الفلوس:

نقود یا فلوس کی اصطلاح ان سکوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو پیتل ،تانبا،لوہے وغیرہ جیسے ذخائر سے وجود میں لائے گئے ہوں ، سونااور چاندی انمیں استعمال نہ کیا گیاہو ،جیسے علامہ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلیؒفلوس کی تعریف کے با رے میں لکھتے ہیں:

واما الفلوس : فھی کل ماستعمل نقدا فی التعامل باصطلاح الناس ،مما صنع من المعادن الأخری غیر الذھب والفضۃ ،لیکون مسکوکاً(مضروباً)لہ صفۃ النقود۔(۱۸)

ترجمہ:ہر وہ چیز جو کہ بطورِنقد کے لوگوں کے ہاں معاملات نمٹانے کیلئے استعمال کیاجاتا ہو ، سوناأور چاندی کے علاوہ کسی دوسری معدنیات سے بناکر ایک مخصوص ڈھانچے میں انہیں ڈھلا گیا ہو تو وہ نقود ہے۔

اورصاحبِ "معجم مصطلحات الاقتصادیۃ" نے فلوس کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ سے کیا ہے:

والفلوس فی الاصطلاح: ماضرب من المعادن من غیر الذھب والفضۃ سکۃ وصار نقداً فی التعامل عرفاً و ثمناً باصطلاح الناس۔ (۱۹)

ترجمہ: فلوس کی اصطلاحی تعریف یہ ہیکہ تمام وہ چیزیں جنہیںسونے اورچاندی سے نہیں بلکہ کسی دوسرے ذخائر سے سکہ کے طور پر وجود میں لایا گیاہو اور عرفاً بھی انہیں نقود کہاجاتا ہو اور اسکے ساتھ ساتھ عوام الناس بھی انہیں بطورِ سکّہ اصطلاحی ثمن مانتے ہوں تو ایسی ہر شیئ کو فلوس کہا جائیگا۔

امام غزالیؒ ان مذکورہ اصطلاحات کی تعریف کے متعلق اپنی جامع ومانع تصنیف "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں:

"من نعمۃ اللہ تعالیٰ خلق الدراھم والدنانیر وبھما قوام الدنیا وھما حجران لا منفعۃ فی اعیانھا، ولکن یضطر الخلق الیھامن حیث ان کل انسان محتاج الی اعیان کثیرۃ فی مطعمہ، وملبسہ وسائر حاجتہ. فلا بدبینھما من معاوضۃ ولا بدفی مقدار العوض من تقدیر۔" (۲۰)

" اللہ تعالی نے اپنی تمام تر نعمتوں میں سے دو نعمت یعنی دو پتھروں کو بطورِ نعمت کے بناکر انکو دراھم ودنانیر کی شکل دیدی جن دوپتھرونکی حقیقت میں کوئی نفع نہیں ہے ،لیکن پوری دنیا کو اپنے تمام معاملات نمٹانے کیلئے یعنی کھانے ،پینے ،پہننے اور تمام ضروریات کی أشیا ء کی حصول کیلئے انکا محتاج بنادیا اسی طرح دیگر بنیادی اشیاءِ زندگی کیلئے انسان کو ان دو پتھروں کا محتاج بنادیا۔"

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس دنیا میں جتنی بھی اللہ سبحانہ وتعالی نے چیزیں پیدا کیں وہ اس کی طرف سے انسان ذات کیلئے نعمتِ حسنہ ہیں انہی نعمتوں میں سے دونعمتیں سونا اورچاندی ہیں جوکہ ہر چیز کیلئے اسٹینڈرڈ بننے کی صلاحیت رکھتے ہینجو کہ عرصہئ درازتک دراہم دنانیر کی شکل میناس پوری دنیا کی معیشت پر راج کرتے رہے اور آج تک بھی جس ملک کے پاس سونے کے ذخائر زیادہ ہوں تو اسکی معیشت کو سب سے زیادہ مستحکم سمجھی جاتی ہے ،لیکن عصرِ حاضر کے تیزی سے ترقی کر

ترجمہ:نقد اصطلاح میں ہر اس چیز کو کہاجاتاہے کہ جس کے ذریعے لوگ عام معاملاتِ زندگی نمٹاتے ہوں چاہے وہ سونے کے دنانیر، چاندی کے د راہم یا پھر لوہے کے سکے (جو کہ سونے اور چاندی کے علاوہ سے بنتے ہیں) یا پیتل کے ہوں یاپھر کاغذی کرنسیاں ہوں ۔

اس پوری تفصیل سے یہ بات منقح ہوگئی کہ ہر وہ شیء جو کسی بھی قسم کے تبادلہ میںمانی اور قبول کی جاتی ہو اوراسکے ساتھ قیمت کو بھی پرکھنے اور چانچنے کا اسٹینڈرڈ بن سکتی ہوتواسے ہی زر میں شمار کیاجائیگا چاہے وہ کسی بھی ہیئت وشکل میں ہو، سونا ہو ، چاندی ہو، لکڑی ہو یاپھر پتھر ہو ،جیساکہ علامہ سلیمان بن منیع مزید اسکی وضاحت میں فرماتے ہیں:

فلا یصح اعتبار ماکان وسیطاً للتبادل الخاص نقداً کان یتفق اھل بلد او محلۃ علی اعتبار البیض مثلاً مقیاساً للتقویم والثمنیۃ لعدم قبولاً عاماً فی جمیع المبادلات۔ (۱۳)

ترجمہ: 'اس چیزکو زر میں شمار کر نا معقول نہیں جو عمومی آلہئ تبادلہ کا وسیلہ نہ ہو، بلکہ صرف ایک مخصوص شہر یامخصوص علاقے والوں کے باہمی اتفاق سے زر کا کرداراداکرنے کیلئے بحیثیتِ زر رائج ہو، مثلاً اگر انڈے کو قیمت اور ثمن کے اسٹینڈرڈ کو چانچنے کیلئے پیمانہ بنایا جائے تو یہ صحیح نہیں، اس لئے کہ اسکو ایک ہی شہر یا ایک ہی محلہ میں تو اسٹینڈرڈ بنانا عقل کی بات ہے، لیکن عام تبادلہ کے لین دین مینا س کو مانا اورقبول نہیں کیا جائیگا۔"

مزید وضاحت میں علامہ عوف کفر اوی نقود کی نیچر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای شیئ یکون مقبولاً قبولاً عاماً کوسیط للتبادل و مقیاس للقیمۃ۔ (۱٤)

ترجمہ: "ہر وہ چیز جسے قبولیتِ عامہ حاصل ہو، اس حیثیت سے کہ وہ عام تبادلہ کیلئے واسطہ اورذریعہ بننے کے ساتھ قیمت کوبھی پرکھنے کا پیمانہ ہو تو وہ نقود کہلائیگا۔"

ہر وہ چیز کہ جسکواس طرح کی عام شہرت و قبولیت حاصل ہو کہ لوگوں کے ہاں اس چیز پر یقین واعتماد حاصل ہوچکاہو ،عام تبادلہ کا ذریعہ ہو، قیمت کو پرکھنے اور چانچنے کے لئے ہواور خَدمات وسامان کے حصول کے لئے عصرِحاضر میں اسٹینڈرڈ ہو تو وہ چیز نقود میں سے شمار کیا جائیگا اور اس کی واضح وأتمّ دلیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندجہ ذیل ارشادِگرامی ہے:

لقد هممت ان اجعل الدراھم من جلود الابل فقیل لہ اذن لابعیر فامسک۔ (۱۵)

ترجمہ: "میں نے دراہم کو اونٹ کے کھال سے بنانے کا عزم کیا ۔ تو انہیں عرض کیاگیاکہ پھر تو کوئی اونٹ باقی نہیں بچے گا، لہٰذا وہ یہ سن کر اپنے اس عزم سے رک گئے۔"

اِسی ارشادکی تشریح کو جسے علماءِ اقتصادیین عصرِحاضر میں نقودکی حقیقت کے متعلق بیان فرمارہے ہیں توامام مالک ؒنے "المدونۃ الکبریٰ"

زر کی اقتصادی تعریف:

زر کی اقتصادی تعریف اور اسکے اوصاف کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے پروفیسرڈاکٹر وھبۃ الزحیلی فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کے اندر جنرل تبادلہ کی وصف پائی جائے وہ ثمن بننے کی صلاحیت
رکھ سکتی ہے اوراس کے ذریعے اشیاء کا تبادلہ بھی ممکن ہو مزید وضاحت کرتے ہوئے

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلیؒ زر کی تعریف لکھتے ہیں:

وےعرفھا الاقتصادیون : بأنھا أی شیء یکون مقبولا عاما کوسیط للتبادل ومقیاس للقیمۃ وأداۃ للادخار.(۱٦) المعاملات المالیہ المعاصرہ ،صـ:۱۵۰، المؤلف ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی ،ناشر: دارالفکر۔بیروت

ترجمہ:ماہرین اقتصادیات نے زر کی تعریف یہ کی ہیکہ جب کسی بھی مادے میں مندرجہ ذیل تین اوصاف پائی جاتی ہوں تو اسے زر کہاجائیگا:

۱۔ کسی بھی تبادلہ کیلئے زر واسطہ ہو۔
۲۔ قیمت پرکھنے کیلئے یہ ایک اسٹینڈرڈ ہو۔
۳۔ قابلِ ذخیرہ اندوزی ہو۔

علامہ سلیمان زر کی اقتصادی تعریف میں لکھتے ہیں:

ومن الناحیۃ المعنویۃ یری علماء ا لاقتصاد أن للنقد ثلاث خصائص متی و جدت متحققۃ فی مادۃ ذاتیۃ تعتبرھذہ المادۃ نقدالھذہ الخصائص ان یکون وسیطاً للتبادل العام، ومقیاسا للقیم ومستود ثروۃ (۱۷)الورق النقدی ،تاریخہ حقیقتہ قیمتہ حکمہ،عبد اللہ بن سلیمان بن منیع ،مطبع الفرزدق التجاریۃ،ریاض، سعودی عرب ، ۱۹۸٤،ص۱۷

ترجمہ: "ماہرینِ اقتصادیات فرماتے ہینکہ نقد وہ ہے جسمیں مندرجہ ذیل تین أوصاف پائے جاتے ہوں جب کسی بھی مادے میں یہ تین اوصاف موجود ہونگے تو اسے نقد شمار کیا جائے گا۔"

۱۔ وہ عام تبادلے کا آلہ ہو۔

بیع ہے جو کہ جائز ہے دوسری قسم سود جو کہ حرام اور ناجائز ہے ۔

بیع کااثبات قرآن سے

اعلم أن اللہ تعالی أحل البیع وأباحہ وحرّم الرِّبا ونھی عنہ فقال عزّ و جلّ (أحل اللہ البیع وحرّم الربو ا)وقال عز وجل (یاأیھا الذین آمنوا لا تأکلواأموالکم بینکم بالباطل الاّأن تکون تجارة عن تراض منکم)النسائ۲۹

ترجمہ: یہ بات جن لو کہ اللہ تعالی نے بیع کو حلال قرار دیا اور اسکی اجازت فرمائی اور سود کو حرام قرار دیا اور اسے منع فرمایا ،چنانچہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ۔"اللہ سبحانہ وتعالی نے بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام فرمایا" دوسری جگہ پہ ارشادِباری ہے ۔" اے ایمان والو ایک دوسرے کے أموال ناجائزطریقے سے مت کھاؤہانیہ کہ ایک دوسرے کی رضامندی سے تجارت کرکے کھاؤ

(۱)بیع اور اسکی مختلف اقسام(بیع سلم ،استصناع ،بیع صرف ،بیع جزاف،سود،مرابحہ ،تولیہ،وضعیہ اوراقالہ)

(۲)قرض۔(۳)اجارہ(٤)جعالہ(٥)شرکت(٦)ہبہ(۷)ودیعت

(۸)عاریت(۱۰)کفالت(۱۱)حوالہ(۱۲)رہن(۱۳)صلح

ملکیت کے اقسام ـــ:(وجہ حصر)

واعلم أنہ البیع تملیک والتملیک علی وجھین :أحدھما تملیک منافع الأشیاء ۔والثانی:تملیک أعیان الأشیائ۔وتملیک أعیان الأشیاء علی وجھین:تملیک ببدل مثل الثمن والھبۃ علی شرط العوض بعد القبض وتملیک من غیر بدل مثل الھبۃوالصدقۃ لابشرط العوض .

ترجمہ:یہ بات یقینی ہیکہ بیع کے ذریعے ملکیت حاصل ہوتی ہے پھر یہ ملکیت دو طریقوں سے حاصل ہو تی ہے ان میں سے ایک چیزوں کے منافع کی ملکیت اوردوسری اشیاء کے عین کی ملکیت اورپھراشیاء کے عین کی ملکیت یاتو کسی معاوضے کے عوض حاصل ہو گی مثال کے طور پر قبضے کے بعد ثمن کے عوض یاہبہ ہو عوض کے شرط پر یا تملیک بغیر معاضے کے حاصل ہوگی مثال کے طورپر ہبہ اور صدقہ بغیر معاوضے کے شرط پر حاصل ہو ۔

تملیک المنافع :منافع کی ملکیت (وجہ حصر)

وتملیک منافع الأشیاء علی وجھین تملیک ببدل مثل الاجارة وتملیک من غیر بدل مثل العاریۃ.

ترجمہ:منافع کی ملکیت دوطریقوں سے حاصل ہوتی ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ منافع کی ملکیت کسی معاوضے کے عوض حاصل ہو مثال کے طور پر اجارہ ہے اور دوسراطریقہ یہ ہیکہ بغیر معاوضے کے ملکیت حاصل ہو مثا ل کے طور پرادھار ۔

بیع کے منعقد ہونے کیلئے لازمی پانچ اشیاء ہوتی ہیں :

واعلم أن البیع لاینعقد الا باجتماع خمسۃأشیائ: أحدھا اجتماع المتعاقدین والثانی اعلام الثمن والثالث اعلام المبیع والرابع اعلام الشیء الذی لہ قیمۃوالخامس القبض.

ترجمہ: بیع میں سب سے پہلی یہ بات ہوتی ہے کہ عاقدین ملکر ایجاب و قبول کرلیں ،دوسری بات یہ ہیکہ ثمن متعین ہو ،تیسری بات یہ ہیکہ مبیع متین ہو،چھوتھی بات یہ ہیکہ اس چیز کی قیمت متعین ہو اورپانچویں بات یہ ہیکہ اس چیز پر قبضہ بھی ممکن ہو۔

اجتماع المتعاقدین(اجتماع المتعاقدین کامطلب)

اما اجتماع المتعاقدین فیفسره أ ن البیع لا یکون الا بین اثنین وایضا لایجوز أن یکو ن الرجل الواحد بائعاً ومشتریاً الا فی مکان واحد......الخ

ترجمہ:متعاقدین کے جمع ہو نے کامطلب یہ ہیکہ بیع دو طرفہ دو آدمیوں کے درمیان ہو تا ہے ،اسی وجہ ایک آدمی بائع اور مشتری ایک ہی وقت میں نہیں کرسکتا۔

اعلام الثمن(ثمن کی تعین کا مطلب)

وأما أعلام الثمن فان جھالۃ الثمن نفسہ تفسد البیع.

اگر ثمن کی تعین نہ ہوئی تو جہالتِ ثمن بذاتِ خود مفسد بیع ہے۔

اعلا م المبیع (مبیع کی تعین)

واما اعلام المبیع فلأن جھالۃ المبیع ایضا تفسد البیع

اسی طرح مبیع کی عدمِ تعیین بھی مفسدِ بیع کا سبب بنتی ہے

مالہ قیمۃ (قدر والی چیز ہو)

وأماّ الشیء الذی لہ قیمۃ فیقع بہ البیع لأ ن بعض الأشیاء لا یقع علیھا البیع مثل الخمر والخنزیر والمیتۃ والدم ونحوھا قال وکل عقد مخصوص بشیء مثل عقد النکاح مخصوص بالشاھدین المجتمعین فی مکان واحد والھبۃ مخصو ص بالقبض والایجار مخصوص باعلام الاجرة والبیع مخصوص باعلام الثمن واعلام البیع ۔

ترجمہ:اور جس چیز پر بیع ہورہی ہو وہ چیز قدر اور قیمت والی ہو مثلاََشراب ،خنزیر ،مرداراور خون یہ قدر والی اشیاء میں سے نہیں ہیں ۔ ہر تے ہوئے تغیرات وحالات نے ان دراھم ودنانیر کو کاغذی کرنسی میں بدل کر رکھ دیا،البتہ پھر بھی سونا اور چاندی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا او ر انکے بغیر کوئی چارہ نہیں،جیسے کہ ابن العربی "احکام القرآن" میں انکی اہمیت کے بارے میں درج ذیل ارشادات لکھتے ہیں:

"وکسر الدنانیر والدراھم ذنب عظیم لأنھا واسطۃ فی تقدیر قیم الأشیاء والسبیل الی معرفۃ کمیۃ الأموال عند اختلاف المقادیر اوجھلھا"۔(۲۱)

ترجمہ: "دارھم و دنانیر کو توڑنا عظیم جرم کی بات ہے،کیونکہ یہ اشیاء کی قیمت متعین کرنے کا آلہ ہیں۔"

علّامہ کا سانی "بدائع الصنائع" میں "فلوس" کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأصطلاحاً کل ما یتخذه الناس ثمناً من سائر المعادن عدا الذھب والفضۃ (۲۲)

ترجمہ: " ہر وہ شیئ کہ جسکو انسان دوسری معدنیات سے سونے اورچاندی کے علاوہ سے بناکر بطورِثمن مقرر کرلیں تو اسکو فلوس کہاجاتاہے " ۔

(۲) ثمن:

صاحبِ مجلّۃ الأ حکام العدلیہ ماده نمبر ۱٥۲ میں لکھتے ہیں:

الثّمن ما یکون بدلا للمبیع ویتعلق بالذِّمَّۃ

ترجمہ: ثمن ہر اس چیز کی عوض کو کہاجاتاہے جو کہ کسی خریدی ہوئی چیز کے مقابل ادا کی جائے یاکوئی ذمہ انسان کے ساتھ متعلق ہوجائے۔(۲۳)

کرنسی کی ابتدئی و انتہائی ترقی کے مراحل قبل از اسلام و بعد از اسلام:

اس وقت کے دراھم ودنا نیر کی ابتدا سے لیکر اور آج تک کے کرنسی کی انتہا ء تک اوراس پر گذرے ہوئے تغیرات وتبدلات پر ایک تحقیقی جائزہ:

اہلِ کتاب کے برے أوصاف اللہ سبحانہ وتعالی بیان کرتے ہوئے ساتھ میں دینار کا بھی تذکره فرمایا ہے :

ومن أھل الکتاب من ان تأمنہ بقناطر یؤده الیک ومنھم من ا ن تأمنہ بدینار لایؤده الیک الا مادمت علیہ قائما۔ (۲٤)

ترجمہ: "بعض اہلِ کتاب توایسے ہیں کہ اگر تو انہیں خزانے کا امین بنا دے تو وہ بھی وہ تجھے واپس کردیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تو انہیں ایک دینار بھی امانت دے تو تجھے ادا نہ کریں۔"

اور سورہئ یوسف میں اللہ سبحانہ وتعالی کرنسی کاتذکره کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

وشروه بثمن بخس دراھم معدودة و کانوا فیہ من الزاھدین۔ (۲٥)

ترجمہ:" اور انہوں (یعنی اسکے بھائیوں)نے اسے(یعنی حضرت یوسف ؑ) کوبہت ہلکی قیمت چند گنے چنے درہموں کے بدلے بیچ دیا تھا اور یہ انہوں نے اسلئے کیا تھا کہ وہ اسے تنگ تھے ۔"

مذکوره بالا آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانے میں بھی تما م کے معاملات انہی دراھم و دنانیر کے ذریعے نمٹائے جاتے تھے ،

اسی طرح علاّمہ أبو الحسن الحوفی نے مذکوره تفصیل کو اپنے کتاب البرھا ن فی علوم القرآن صفحہ نمبر: ۱٥٥جلدنمبر: ۱، میں بیان کیا ہے۔ (۲٦)

بیع مقا یضہ کے سمجھنے سے پہلے مختصراً بیع کی تعریف اور اسکے اقسام کو مختصراً بیا ن کی جارہا ہے

تعریف البیع :البیع مبادلۃ مال أو منفعۃ ،علی التأیید ،تملّکاًأو تملیکاً.

والبیع عقد من عقود المعاوضات التی منھا الاجارة والقرض ،وھو أعمّ من التجارة ،لأن البیع یکون من تاجرٍ أو غیرِ تاجرٍ،وقد یشتری الانسان شیأاً لایقصد بہ بیعہ بربح ، فلایکون تجارة.

بیع کی تعریف :

ترجمہ وتشریح :مال کا مال کے عوض ملکیت دینا ،لینا یا مال کے عوض منفعت حاصل کرنا باہمی رضامندی سے اور بیع عقودِ معاوضات میں سے ایک عقد ہے اسی میں سے اجاره اورقرض ہے اور یہ بیع تجارت سے عام ہے ،کیونکہ بیع تاجر اور غیر تاجر دونوں سے ہو سکتی ہے انسان کا اسے مقصد نفعہ کمانا نہیں ہوتا تو یہ تجارت نہیں ہے ۔

لغوی تعریف یہ ہیکہ : مقابلۃ شی ئٍ بشیئٍ ایک چیز کا دوسری چیز سے تبادلہ کرنا۔

لفظِ بیع دو متضاد معنوں کا حامل ہے یعنی خریدنا اوربیچنا ایسے الفاظ کو عربی میں اسماء الأضداد کہا جاتا ہے جن کا اطلاق اس لفظ پر بھی ہو تا ہے اور اسکے اضداد پر بھی ہو تا ہے اسی طرح لفظِ شراء بھی اضداد میں سے ہے

چنانچہ عاقدین کو فقہاء کی اصطلاح میں بائع اور مشتری کہاجاتا ہے ۔

حنفیہ کے نزدیک اصطلاحی تعریف : مبادلۃ مال علی وجہ مخصوصٍ.

ترجمہ:مخصو ص طریقہ سے مال کا مال کےساتھ تبادلہ کرنا بیع ہے

بیع کے مخصوص اصطلاحات :

عقود التملیک : وه عقودجن سے ملکیت ثابت ہوتی ہے ان میں سے ایک قسم

وغیرہ ویسمی ھذا بیع المقایضۃ
والثانی بیع العین بالدین نحو بیع السلع بالأثمان المطلقۃ وبیعھا بالفلوس الرا ئجۃ والمکیل والموزون والعددی المتقارب دیناً ۔والثالث بیع الدین بالدین وھو بیع الثمن المطلق بالثمن المطلق وھو الدراھم والدنانیر وانہ یسمّٰی عقد الصرف ۔الخ۔والرابع :بیع الدین بالعین وھو السلم فان المسلم فیہ مبیع وھو دین رأس المال قد یکو ن عیناًوقد یکون دیناً ولٰکن قبضہ شرط قبل افتراق العاقدین بأنفسھما فیصیر عیناً(۲۹)
ترجمہ:تشریح گذر چکی ہے
اورعلّامہ کاسانی بیع کے اقسام کے بارے میں فرماتے ہیں :
البیع فی القسمۃ الأولی ینقسم :قسمین ،قسم یرجع الی البدل ،وقسم یرجع الی الحکم (أما الّذی یرجع الی البدل فینقسم قسمین آخرین :أحدھما یرجع الی البدلین .والآخریرجع الی احدھما وھو الثمن ،أما الأول فنقول : البیع فی حق البدلین ینقسم أربعۃ أقسام :
بیع العین بالعین وھو بیع السلع بالسلع ،ویسمی بیع المقایضہ ،وبیع العین بالدین وھو بیع السلع بالأثمان المطلقۃ وھی الدراھم والدنانیر وبیعھا بالفلوس النافقۃ وبالمکیل الموصوف فی الذمۃوالموزون الموصوف والعددی المتقارب الموصوف ،وبیع الدین بالعین وھو السلم ،وبیع الدین بالدین وھو بیع الثمن المطلق بالثمن المطلق وھو الصرف۔فأما الذی یرجع الی احد البدلین وھو الثمن فینقسم فی حق البدل ،وھو الثمن خمسۃ أقسام :بیع المساومۃ وھو مبادلۃ المبیع بأیِّ ثمن اتفق(۳۰)
وبیع المرابحۃ وھو مبادلۃ المبیع بمثل الثمن الأ ول وزیادۃ ربح، وبیع التو لیۃ وھو المبادلۃ بمثل الثمن الأول من غیرزیادۃ ولانقصان ،وبیع الاشتراک وھو التولیۃ ، لکن فی بعض المبیع ببعض الثمن ، وبیع الوضیعۃ وھوالمبادلۃ بمثل الثمن الأول مع نقصان شیء منہ ،واما القسم الذی الی الحکم فنذکرہ فی بابِ حکم البیع ان شاء اللہ تعالی ۔(بیع والے جو بغیر حوالے کے انہی کا بھی یہی حوالہ ہے)
خلاصہ:دین کو عین کے عوض بیچنے کو بیع سلم کہا جا تا ہے دین کو دین کے عوض بیچنے کو بیع صرف کہا جارتا ہے سامان کو سامان کے عوض بیچنے کو بیع مقایضہ کہا جاتا ہے اور اگر مبیع کو نفعہ کے ساتھ بیچا جائے تو اسکو بیع بیع مرابحہ کہا جا تا ہے اور اگر مبیع کو اسکے خریدی ہوئی قیمت کے عوض بیچا جائے تو اسکو بیع تولیہ کہا جاتا ہے اور اسی کو بیع اشتراک بھی کہا جاتاہے اگر مبیع خریدی ہو ئی قیمت سے کم پر بیچی گئی تو اسکو بیع وضیعہ کہا جاتا ہے ۔ مذکرہ تشریح کے بعد اب مقا یضہ کا نظا م ملاحظہ فرمائیں:
"مقایضہ" اشیاء کا اشیاء کے ذریعے تبادلے کا نظام
پرانے زمانے میں سادہ لباس وخوراک کی وجہ سے عام لوگو ں سے لیکر اونچے سے اونچے طبقے کے لو گوں تک کی خواہشات محدود تھیں ہر ادنی شخص سے لیکر اعلی شخص تک ہر آدمی اپنی خواہشات اپنے پسینے اور کمائی سے پوری کرلیتاتھا ،لیکن تدریجی طور پر اس ترقی یافتہ تہذیب وتمدن نے انسانی ضروریات وخواہشات کی بے لگا م دوڑ کو اتنے بڑے پیمانے تک پھیلا دیا کہ وہ اپنی ضروریات وخواہشات کواکیلا خود پورا نہیں کرسکتا تو لوگوں نے ان تمام اُمو ر کو آپس میں تقسیم کرلیا اور ہر ایک نے ایک سے ایک نیا کام سنبھالا اور آپس میں اشیاء کا تبادلہ کرنا شروروع کر دیا کو جسکو تمام مؤرّخین اور فقہاءِ کرام مقایضہ کے نام سے یادکرتے ہیں اس تہذیب کے او ائلی أیام میں جب سکوں اور نقو د کا وجود نہ تھا لوگ اشیاء کو اشیاء کے مقابلے میں بلاواسطہ بطورِ لین دین کے استعما ل کر نے لگے یعنی جو جس پیشے کے ساتھ تعلق رکھتا تھا وہ اسی چیز کو آگے دیکر اپنی ضروریات کرلیتاتھا ،لیکن تغیراتِ زمانہ نے انسان کو اس طرح سے ضروریا پوری کرنے میں انتہائی سخت سے سخت پریشانیوں میں ڈالدیا تھا جس سے بالآخر کرنسی کے دریافت کے بعد نجات مل گئی، جیساکہ صاحبِ النقود والبنوک اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:
"وقد تقی المقایضۃ باحتیا جات المجتمعات الفطریۃ والبدائیۃ، ولکن مع اتسساع نطاق المبادلۃ وتطور المجتمعات أصبحت المقایضۃ عاجزۃ عن الوفاء با حتیاجات الناس، وظھرت لھا عدۃ عیوب." (۳۱)
کافی حد تک بارٹرر سسٹم نے لوگو کی اہم حوائج وأمور کو پورا کیا ،لیکن سامان کے تبادلے میں اس بدلتی ہوئی نظام نے اسکے ذریعے لوگوں کو کافی مشکلا ت وپیچیدگیوں میں ڈالدیا تھا جس کے نتیجے میں لوگ اس سسٹم کے ذریعے اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے سے عاجز آگئے تھے اسکے ساتھ ساتھ اس نظام میں کئی مختلف قسم کی خامیاں پیدا ہو گئی تھیں۔
ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی بیع مقایضہ کے دشواریوں کے بارے میں لکھتے ہیں :
کان الناس فی المجتمعات البدائیۃ أوالفطریۃ یتعاملون ویتبادلو ن السلع والخدمات عن طریق المقایضۃ:وھی مبادلۃ السلعۃ بالسلعۃ ،کمبادلۃ القمح بالشعیر .(۳۲)

عقد کسی چیز کے مخصوص ہوتی ہے مثلاًؔ نکاح دو شاہداکٹھے ایک ہی جگہ میں جمع ہوں تو اسکے ساتھ مخصوص ہے ،ہبہ قبضے کے ساتھ مخصوص ہے اجارہ متعین اجرت کےساتھ خاص ہے اور بیع ثمن اور مبیع کی تعیین کے ساتھ مخصوص ہے ۔
مبیع میںلازمی اشیاء اور اسکے احوال
وأحوا ل ا لمبیع علی سبعۃ أوجہ :
أولھا أن یکو ن المبیع حاضراً معیناً لھما فالبیع فیہ جائزبلا خلا ف والثانی أن یکو ن المبیع غائباًوھو علی وجھین :أحدھما یقدر البائع علی تسلیمہ ولایحتاج أخذہ الی معالجۃ مثل الأمتعۃوالحیوانات وغیرھا ۔والآخر أن یقدر علی تسلیمہ ولکن یحتاج أخذہ الی معالجۃ مثل الثما ر فی رؤس الأشجار والأغصان ونحو ذلک والبیع فی کلاھما جائز۔والثالث أن لا یقدر البائع علی التسلیم مثل الصو ف علی ظھر الغنم والنؤلاد فی البطون والعبد الآبق ونحو ذلک فابیع فاسد فیھا ۔والرابع أن یکو ن المبیع مفقودا فا لبیع فاسد فیہ لأن النبی علیہ الصلاۃ والسلام نھی عن بیع ما لیس عندہ ۔والخامس أ ن یکو ن المبیع دیناً علی أحد فان باع الدین من الزی علیہ الدین فالبیع جائز وان باع الی غیرہ فالبیع فاسد. والسادس أن یکو ن المبیع ودیعۃ أو عاریۃ أواجارۃ رھن بضاعۃ أو مایکون فیہ أمیناًفباعہ الی من کا ن عندہ فان ھذالبیع جائز الا انہ یحتاج الی قبضٍ جدید لان القبض الاول أمانۃ والقبض الثانی قبض ضمانٍ وقبض الأمانۃ لایقوَم مقام قبض الضمان وان ھلک المبیع قبل قبض المشتری ثانیاً فانہ یھلک علی البائع وان ھلک بعد القبض الجدید ھلک علی المشتری۔والسابع أن یکو ن المبیع غصباً عند المشتری أو سرقۃ أو خیا نۃ امانۃ ونحوھا مما یکو ن فیہ ضمان فباعہ الی من کا ن عندہ فا ن البیع فیہ جائز ولایحتاج الی قبض جدید لأن القبض الأول قبض ضمان والقبض الثانی أیضاً قبض ضمان وقبض الضمان یقوم مقام قبض الضمان وان ھلک المبیع قبل قبض الثانی فانہ یھلک علی المشتری.
ترجمہ:مبیع کے سات احوال ہیں: سب پہلے مبیع حاضرو متعین ہو، دوسرااحال یہ ہیکہ اگر مبیع غائب بھی ہوتو اس میں دو شرائط کالحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وہ مبیع ایسی ہو کہ جس کے حوالے کرنے کی بائع میں قدرت تو ہو،لیکن اس چیز کے لے آنے اور حوالے کرنے میں مزید مشقت اٹھانہ نہ پڑے مثال کے طور پر سامان یا جانور وغیرہ ہیں،دوسری شرط یہ ہیکہ بائع اس چیز کے حوالے کرنے کی قُدرت تو رکھتاہے ،لیکن اس چیز کے حوالے کرنے میں بائع کو مزید مشقت اٹھانے کی نوبت آئیگی مثلاًؔ درخت میں لگے ہو ئے پھل ہیں تو بہر حال دونوں کی بیع جائز ہے ۔تیسرااحال یہ ہیکہ بائع کواس چیز کے حوالے کر نے کی بالکل قدرت نہ ہو مثال کے طور پر بکری کے پیٹھ پر موجود اون کی بیع یاان جانوروں کے بچوں کی بیع جو ابھی جانوروں کے پیٹ میں ہیں یا بھگوڑے غلام وغیرہ کی بیع ہو تو ا ن صورتوں میں بیع فاسد ہوجا ئیگا ۔ چھوتھا حال یہ ہیکہ مبیع گم نہ ہو ،کیونکہ پھر بیع فاسد ہوجائیگی اور آپ ؐنے ہر اس چیزکی بیع سے منع فرمائی جو کہ انسان کے اپنی ملکیت میں نہ ہو ۔پانچواں حال یہ ہیکہ مبیع اس مشتری کو بیچ کر دینا کہ جو پہلے سے اس مشتری کے پاس قرض کی صورت میں موجود تھا ساتھواں حال یہ ہیکہ مبیع امانت،ادھاراور اجارے پر جس شخص کے پاس ہو اسی کو بیچ کر دینالیکن نئے قبضے کے ساتھ کیونکہ قبضہئ أول بطورِ امانت کے قبضہ تھا اور قبضہئ ثانی قبضہئ ضمان ہے ،کیونکہ قبضہئ امانت میناگر مشتری ثانی کے قبضہ سے پہلے مبیع ہلاک ہو گیا تو گو یا کہ یہ چیز بائع کی ہلاک ہوگئی اگروہ چیز قبضہ جدید کے بعد ہلاک ہوگئی تو یہ چیز مشتری کی ہلاک ہوئی ۔ساتوانحال یہ ہیکہ غاصب ،سارق ،خائن مشتری کوہی چیز بیچ کر دینا یہ بیع بھی جائز ہے اور اس میں نئے قضے کر نے کی ضرورت نہیں ،کیونکہ قبضہئ أول قبضہئ ضمان ہے اور قبضہئ ثانی بھی قبضہئ ضمان ہے دونوں ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جائیں گے پھر اس صورت میں اگر وہ چیز قبضہئ ثانی سے پہلے ہلاک ہو گیا تو مشتری کی ہی چیز ہلاک ہوگئی ۔
أنواع البیع (بیع کے اقسام)
قال والبیع علی ثلاثۃ أوجہ:أحدھا ثمنان وھذا ھو الصرف ،والثانی عوضان وھذہ ھی المقایضۃ، والثالث عوض وثمن وھذاھوالبیع المطلق (۲۸)لنتف فی الفتاوی ، ج:۱ص: ۳۵.... ۴۳۸،المؤلف :أبو الحسن علی بن الحسین بن محمد السغدی ،الحنفی ۔(المتوفی: ۴۶۱ھ)الناشر:دار الفرقان ۔بیروت،الطبعۃ:الثانیۃ،۱۴۰۴۔۱۹۸۴(اوپر والے عبارات کے بھی یہی حوالے ہیں)
ترجمہ:اگر ثمن کا ثمن کے عوض تبادلہ ہو تو اسکو بیع صرف کہا جاتا ہے اور اگر سامان کو سامان کے عوض بیچاجائے تو اسکو بیع مقایضہ کہا جاتا ہے ،لیکن اگر سامان کے عوض قیمت ادا کی جائے تو اسکو بیع مطلق کہا جاتا ہے ،اسی طرح بیع کے اقسام کے بارے میں علّا مہ سمرقندی اپنی مشہور کتا ب "تحفۃ الفقہائ" میں لکھتے ہیں :
أنواع أربعۃ أحدھا بیع العین بالعین کبیع السلع بأمثالھا نحو بیع الثوب بالعبد

مطلب:لوگ ابتدائً اپنے معاشرے میں سامان اور خدمات کے حصو ل کیلئے مقایضہ کا طریقہ استعمال کرتے تھے اور مقایضہ سامان کے بدلے سامان کی بیع کو کہا جاتا ہے ،مثال کے طور پر گندم کے بدلے جو لینا۔

صاحبِ مصباح المنیر مقایضہ کے بارے میں لکھتے ہیں :

وھی: معاوضة عرض بعرض ا ی مبادلة مال بمال کلاھما من غیر النقود أو مبادلة السلعة بالسلعة۔ (۳۳)

ترجمہ: معاملۂِ مقایضہ فقہاء کی اصطلاح میناس معاملے کو کہا جاتا ہے کہ اشیاء کا اشیاء کے عوض تبادلہ کیا جائے یا اشیاء کو چاندی اور سو نے کے علاوہ دسری اشیاء کے ذریعے تبادلے کے عمل کو مقا یضہ کے نا م سے یاد کیا جاتا ہے ،لیکن یہ کا روبا کا سسٹم انتہائی پیچیدہ اور مشکل تصور کیا جاتا تھا ۔

ابو منصور ازھری مقایضہ کے سسٹم کے بارے میں اپنے خیالات اس طرح قلمبند کرتے ہیں:

"ممالاشک فی ان الناس استعملوا النقود مند فجر التاریخ، الا ان المجتمعات الفطریة تبادلت السلع والخدمات عن طریق المقایضہ.(۳٤) الزاھر فی غریب الفاظ الشافعی ، ابو منصور الازھری ، وزارة الأ وقاف، کویت، ۲۰۰٤ء ص ۲۲۰

ترجمہ: اس بات میں کسی کا شک نہیں کہ تاریخ کی ابتدا سے ہی نقود کی بھی ابتدا ہوگئی تھی ا س وقت معاشرے کے مختلف قسم کے طبقات نے سامان اور سروسز کی تغیر و تبدیلی کے لئے بیع مقایضہ کا سہارا لیا ۔

اور بعد ازاں بہت سارے پیچیدہ مسائل نے اس بیعِ مقایضہ سسٹم کے ذریعے جنم لیاانمیں سے ایک بڑامسئلہ سب سے زیادہ پیچیدہ یہ تھا کہ اس مقایضہ سسٹم کے بناء پر ادھار پر معاملہ کر نے کی صورت میں بے شمار نزاع واقع ہوا کرتے تھے کہ جس سے شریعتِ مطہرہ نے پہلے سے ہی منع فرمادی ہے اور کاروباحضرات کیلئے ایک معمہ بن گیا تھا کہ وہ کس چیز پر بھر وسہ کریں،جیسے بعض علماء اقتصادیین نے لکھاہیکہ :

صعوبة ستخدا مھا فی التعامل بالأ جل (مؤجل / ادھار لین دین میں پیچید گیوں کاسامنا):

فان الناس یحتاجون فی تعاملھم الی الاقراض والاقتراض والا یجار وما الی ذلک، فانہ الی جانب تعذر التعامل بالسلع فی نظیر مقابلھا وذاتھا فی فترة جدة فان الخلاف فی جودة السلعة المدفوعة عند الأجل ومطابقة مواصفاتھا أمار یثیر خلافات واشکالات متعددة۔ (۳۵)

انسان کو اپنے تمام تر روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے کاروباری لین دین میں ایک دوسرے سے ادھار لینے ،دینے اور اسی طرح اجارہ جیسے معاملات وغیرہ کی طرف احتیاجی کی ضرورت پڑتی ہے۔

تو مقایضہ سسٹم کی وجہ سے کاروبار کے لاتعداد معاملات نے بذریعۂِ ادھار بیع وشراء ، اجارہ کے معاملات کے اندر مختلف پیچییدگیاں پیداکردی تھیں انسان کا بھروسہ بھی اس نظام سے ختم ہو گیا تھا ۔

اسکے ساتھ ساتھ اور بھی کافی مشکلات وعیوب اس نظام میں پیدا ہوگئے تھے ،چنانچہ ایک تحقیقی رسالہ "مجلة الشریعة والدراسات الاسلامیہ" میں ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی مقایضہ سسٹم کی تاریخ بیان کرتے ہوئے اسکے ذریعے خرید و فروخت کے عیوب کی نشاندہی کر تے ہوئے لکھتے ہیں :

عدم التوافق بین حاجیات الأفراد لوگوں کی ضروریات کے مابین موافقت کا نہ ہونا

فان عملیة المقایضة مبنیة علی رغبة طرفی التبادل، کل منھما فی سلعة لأخر، وھذا ما یصعب تطابقہ و تحققہ، وفیہ مضیعة للوقت وادھار للجھد فی سبیل الوصول الی السلعة التی یرغب شرائھا۔ (۳٦)

ترجمہ: اشیا ء کو اشیا ء کے ذریعے تبادلہ کرنے کا مدار طرفین کے چاہت اور منشاء پر عموماَ ہوتا ہے ، مثلاَ ایک ناپید چیز کی خریداری کی چاہت جانبین سے ہے ،لیکن وہ چیز ملتی نہیں ہے ایک دوسرے سے جس کی وجہ سے بہت سا رے مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جاتاہے ضروریات اور خواہشات کے مختلف ہو نے کی وجہ سے اور ٹائم بھی کافی ضائع ہو جاتا ہے۔

ایک اور مشکل صورتحال یہ تھی کہ جو نظامِ زر میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے وہ ہے ذخیرہ اندوزی جوکہ اس سسٹم کے ذریعے ناممکن تھا بہت ساری اشیاء تبادلے میں تاخیر کی وجہ سے خراب ہوجا تی تھیں جسکی وجہ سے بڑے بڑے تاجرنکو بھاری مالی معاملات کانقصان اٹھانا پڑتا تھا ،جیسا کہ ڈاکٹر عجیل آگے فرماتے ہیں:

صعوبة التخزین (ذخیرہ اندوزی میں مشکلات کا سامنا):

فان تخزین السلع بغرض المقایضة یعرفضھا للتلف و تحتاج الی نفقات للتلف و تحتاج الی نفقات للتخزین قد تفوق، قیمتھا، وقد یضطر المقایض فی مثال ھذہ الظروف الی عرض سلعتہ بثمن زھید، لیستدرک تلفھا، ریعرض نفسہ فی ھذا الی خسارة قد تکون کبیرة فی کثیر من لأحیان۔ (۳۷)

ترجمہ: " کبھی کبھار اشیاء کی ذخیرہ اندوزی میں یہ خسارہ ہو تا تھا کہ اصل سامان کی لاگت سے بھی زیادہ خرچہ ہو جاتاتھا ایسی صورت میں واپاری کم نرخ پر بھی اپنی اشیاء بیچنے پر بڑے پیمانے کے نقصان سے بیچنے کیلئے راضی ہوجاتاتھا۔"

مقایضہ سسٹم کی بناء پر خریدوفروخت کے ایک اور نقص کی نشاندہی کرتے ہوئے ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی لکھتے ہیں:

صعوبة تحدید قیمة کل سلعة لکل من السلع الأخری (ایک چیز کی دوسری چیز کے عوض میں قیمت کی تعیین میں دشواریاں:)

فاذا تعددت السلع فی الأسواق وجب کی تتم عملیة التبادل أن تتحدد قیمة کل سلعة بالنسبة لکل السلع الأخری، فاذا تحددت قیمة رأس من الغنم بقدار مائة کیلة قمح مثلا۔ فعلی أی أساس تتحدد قیمة رأس الغنم بالنسبة السلعة أخری۔ (۳۸)

ترجمہ : جس وقت بازارِ تجارت میں اشیا کی بہتات ہو اور مقایضہ سسٹم کی تکمیل کیلئے لازم ہیکہ ادلے بدلے کے معاملے کوپورا کر نے کیلئے ہر دوسرے کے بدلے میں آنے والی چیز کی قیمت متعین ہو،مثال کے طور پر اگر ایک بکری جسکی قمیت سو کلو گندم متعین ہے تواس صورت میں بکری کی قیمت دوسری چیز (یعنی گندم) کے عوض میں کس اصول کے ماتحت تعیین کرکے فیصلہ کیا جا ئے ۔"

مارکیٹ میں تو بہت ساری دوسری اشیاء بھی تھے تو ہرچیز کی قیمت کو بکری کی قیمت کے ساتھ متعین کرنا بہت ہی پیچیدہ عمل تھا جوکہ ناقابل العمل صورت تھی۔

مفتی تقی عثمانی صاحب مقایضہ کی دشواریوں کے بارے میں اپنے خیا لات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اسمیں کافی دشواریاں تھیں مثلاَ یہ کہ سامان کا ایک جگہ دوسرے جگہ لے جانا انتہائی دشوار تھا ،اسمیں طلب ورسد کا ایک جگہ ملاپ کم ہوتا تھا، مثال کے طور پر ایک آمی کو کپڑوں کی ضرورت ہے ،لیکن کپڑ ے والے کو گندم کی ضرورت نہیں ہے ،جسکی وجہ سے وہ لینا نہیں چاہتا اس طرح کے مختلف اجناس کو چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کرکے انکو کاروبار کی بنیاد بنانا مشکل تھا ۔(۳۹)

کموڈٹی منی سسٹم(زرِبضاعتی نظام)

اس نظام میں اخص الخاص چیزوں کو ثمن کی حیثیت دیکر عام معاملات میں لین دین کا ذریعہ بنا یا جاتا اور خصوصاَ انہی چیزوں کو بطورِ تبادلے کے استعمال کیا جاتا جو کہ لوگوں کے مابین زیادہ رائج ہوتیں،مثال کے طورپر بسا اوقات گندم کو بطورِتبادلے کے استعمال کیا جاتا اسی طرح لوہا ،نمک وغیرہ۔ بعض فقیہ حضرات نے اس سسٹم کو "سامانی نوٹ کے سسٹم' کے نا م سے اپنے کتابوں میں ذکر فرمایا ،جیسا کہ

ڈاکٹر پروفیسر وھبة الزحیلیؒ لکھتے ہیں :

وبعد الاحساس بصعوبات المقایضة ،أوجدوا النقودالسلعیة : وھی السلع التی تعارف الناس علیھا لاستخدامھا

وسیطاَ فی المبادلات ،کالحیوانات والبن والشای والتبغ وغیر ذلک ،ومنھا الابل فی الجزیرة العربیة .ولکن ھذہ السلع لاتصلح لکل المجتمعات ،وانما تصلح فقط فی المجتع الذی توجد فیہ تلک السلعة.(٤۰) المعاملات المالیة المعاصرة،د:وھبة الزحیلیؒ،ص:۱۵۰،ناشر: دار الفکر المعاصر ۔بیروت۔

خلاصہ:مقایضہ سسٹم کی دشواریوں کے بعد لو گوں نے اپنے مابین مشہور اشیاء کے ذریعے تبادلہ کاآغاز کیا ،مثال کے طور پر حیوانات ،دودھ ،بکری ا ورتمباکو وغیرہ کے ذریعے اور جزیرۂِ عرب میں أونٹ وغیرہ ،لیکن اس طرح کی اشیاء تمام معاشرے کے افراد کی وسعت میں نہیں ہو تا ہے یہ اشیاء تو صر ف اسی معاشرے میں پائی جا سکتی ہیں جہاں پر یہ اشیاء موجود ہوں۔

اور علّامہ عوف محمود اس نقود السلعیہ کے نظام کے بارے میں لکھتے ہیں :

وقد اتخذت النقود السلعیة أشکالا متعددة، وکانت تختلف باختلاف البیئة و طریقة الناس فی العیش، ونوع المنتجات التی یحصلون علیھا بجھدھم و عملھم، فالشعوب التی تعیش علی شواطیئ البحار کانت تتخذ الأسماک نقوداً، والشعوب التی تعیش فی الصحاری والمراعی کانت تتخذ الحیوانات والجلود نقوداً۔ وقد اتخذت بعض الشعوب الأقمشة والسلاح نقوداً، وفی أواسط أفریقیا اتخذوا الخرز نقوداً، وفی جزر المحیظ الھادی اتخذوا ریش الطیور الملونة نقوداً، وفی العصر الحدیث اتخذت ألمانیا بعد الحرب العالمیة الثانیة مباشرة السجائر نقوداً۔ (٤۱)

ترجمہ: "اشیائی نقود کے مروِّجہ طریقے نے انسانی ماحول اور زندگی کے گذارنے اور کام کاج کے مختلف اور الگ طریقوں کے ہونے کی وجہ سے کافی پیچیدگیوں کو جنم دیا ۔ساحلِ سمندر پر بسنے والے مختلف قبیلوں نے بطورِ کرنسی کے مچھلی کو رائج کردیا ،صحرائی علاقوں میں رہائش پذیر قبیلوں نے کھا ل اورحیوانات کو بطورِنقود کے رائج کردیا، بعض قبیلوں نے

کپڑے اور اسلحے کو بطورِ نقود کے رائج کیا ، وسطی ساؤتھ افریقہ میں جواہرات کو بطورِ کرنسی رائج کیا گیا اور کچھ لوگوں نے رنگے ہوئے پرندوں کے پروں کو بطورِکرنسی کے رائج کردیا ،عصرِ حاضر میں آلمانیا نے وسری جنگِ عظیم کے بعد نیکوٹین کوبطورِ کرنسی رائج کیا تھا۔"

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

مقایضہ کے بعد بعض اہم اشیاء کو ہی ثمن قرار دیا گیا مثلاًَگندم، جَو،چمڑا وغیرہ کو ۔(۴۲)

محمد زکی شافعی "مقدمہ فی النقود والبنوک" میں فرماتے ہیں:

بعد أن أحس الناس بصعوبات المقايضة انتقلوا الى مرحلة النقود السلعية، وهى السلع التى تعارف الناس استخدامها کو سيط فى المبادلات: مثل الحيوانات،خ والبن والشاى والتبغ و غير ذلک۔ وقد شاع الاستعمال الابل فى الجزيرة العربية ويتصف هذا النوع من النقود بتوافر وجوه استعمال اضافة لمادته، علاوة على ما يتمتع به من استعمال نقدى۔ والحقيقة ان هذه الفصة لا تکفى لاعتبار تلک السلع نقوداً، وانما يجب فضلاًعن هذه الصفة الاتزيد قيمة الوحدة منها فى استعمالها النقدى زيادة محسوسة عن قيمتها کسلعة فى وجوه الاستعمال غير النقدية. (۴۳)

تشریح اوپر گذر چکی ہے ۔

ڈاکٹر عبد العزیز ہیکل اپنے کتاب موسوعۃ المصطلحات الاقتصادیۃ میں لکھتے ہیں :

النقود السلعية وهى عبارة عن سلع معينة يتعارف عليها الناس تستعمل وسيطا بينهم فى مبادلاتهم ومعاملاتهم ومن امثلة هذالنوع من انواع النقود :الماشية بأنواعها ،والقمح ،والملح ،والتمر۔فلما کثرت التبادلات وتطور ت الاحتياجات وتوسعت المعاملات صارت المقايضة لا تفى بحوائج الناس ومعاملاتهم ،فانتقلوا الى النقو دالسلعيه وصارت وسيطاًللتبادل بينهم (۴۴)

زرِبضاعتی کا سسٹم بھی بیع مقایضہ کے بیچیدگیوں کو ختم نہ کر سکا ،کیونکہ ہر علاقے میں رہائش پذیر لوگوں نے اپنے اپنے کرنسی رائج کئے ہوئے تھے جوکہ دوسرے علاقے والوں کیلئے ایک غیر فائدہ مند چیز تھی،اسلئے لوگ ایسی چیز کی طرف سوچنے پر مجبور ہوئے جو کہ سب کیلئے ہر جگہ ایک ہی چیز بطورِ اسٹینڈرڈ کے کردار ادا کرسکے،تو بالآخران تمام مسائل سے نجات حاصل کرنے کیلئے سو نے اور چاندی کاسہارا لیا گیا۔

حوالاجات

(۱)رسائل جامعية التضخم النقدى،ص:۴۶۔ الناشر: دار ابن جوزى ۔المولف:خالد بن عبد الله بن محمد المصلح۔

((۲)) مختار الصحح ،ص:۱۱۳،ج:۱،المولف: زين الدين ابو عبد الله محمد بن ابى بکر بن عبدالقادر الحنفى الرازى (المتوفى۶۶۶ھ) النا شر :المکتبةالعصريه الدارالنموذجية،بيروت ،صيدا،الطبعة الخامسة ا ۱۴۲۰ھ،۱۹۹۹م۔

(۳) لسان العرب ،ج:۳،ص:۴۲۵۔

(۴) المبسوط للسرخسى ،ج:۱۲،ص:۱۳۷، المؤ لف:محمدبن أحمدبن أبى سهل شمس الائمةالسرخسى(المتوفى:۴۸۳ھ) ناشر:دارالمعرفة

(۵)روضة الطالبين ،المؤلف:ابو زکريا محيى الدين يحى بن شرف النووى(المتوفى:۶۷۶ھ)

(۶)فتح العزيز شرح الوجيز بهامش المجموع ، المؤلف : مصطفى صادق بن عبد الرزاق بن سعيد بن أحمد بن عبدالقادر الرافعى(المتوفى:۱۳۵۶ھ) ج:۱۲، ص:۵،ناشر دارالفکر۔

(۷)القاموس الفقهى لغة واصطلاحاً،ابو جيب سعدى،دارالفکر،بيروت،لبنان، ۱۹۸۹،ص۳۵۸

.(۸) اسلام اورجدید معیشت وتجارت؛ص:۹۵۔ المؤلف : مفتی محمد تقی العثمانی ،ناشر:ادارۃ المعارف کراچی)

(۹)القاموس الفقهى ،ڈاکٹر مرعی حسین،دارالمجتبى ، بيروت،لبنان،۱۹۹۳ئ،ص۲۱۳

(۱۰) معجم مصطلحات الاقتصاديه، على على بن محمد الجمعة،دار العبيکان ، رياض، سعودى عرب ، ۲۰۰۰ئ،ص ۹۴

(۱۱)فتاوى بينات ،ج:۴،ص:۱۰۴،۱۰۵،ناشر: مکتبه بينات جامعه العلو م الاسلاميه کراچى،ترتيب وتخريج :مجلس دعوت وتحقيق اسلامى۔

(۱۲)المعاملة المالية المعاصرة ،ڈاکٹر وهبة الزحيلى ۔ص:۱۴۹،بحث النقود ،ناشر: دارالفکر ،بيروت ۔

(۱۳)الورق النقدى ،تاريخه حقيقته قيمته حکمه،عبد الله بن سليمان بن منيع ،مطبع الفرزدق التجارية،رياض، سعودى عرب ،۱۹۸۴،ص۱۷

(۱۴) النقود المصارف فى النظام الاسلامى ،عوف محمود الفکراوى ،دارالجامعات المصرية، مصر،۱۴۰۷ئ،ص۱۴

(۱۵) النظرية الاقتصادية من منظوم الاسلامى ،ڈاکٹر شوقى احمد دنيا،مکتبه خريجى ، سعودى عرب، ۱۹۸۴،ص۳۱۱

.(۱۶) المعاملات الماليه المعاصره ،صـ:۱۵۰، المؤلف ڈاکٹر وهبة الزحيلى ،ناشر: دارالفکر۔بيروت

(۱۷)الورق النقدى ،تاريخه حقيقته قيمته حکمه،عبد الله بن سليمان بن منيع ،مطبع الفرزدق التجارية،رياض، سعودى عرب ، ۱۹۸۴،ص۱۷

(۱۸)المعاملات المالية المعاصرة،ص:۱۵۰،المؤلف :ڈاکٹر وهبة الزحيلیؒ،ناشر:دارالفکر المعاصر۔بيروت

(۱۹)معجم مصطلحا ت الاقتصادية فى لغة الفقهائ، نزيه حماد ،المعهد العالمى للفکر الاسلامى ، الولايات المتحده، ۱۹۹۳ئ،ص۲۱۹

(۲۰) احيا ء علو م الدين ، امام ابو حامد محمد غزالى ،دارالشعب، قاہرہ،مصر،۱۹۹۳ئ،ج۴، ص۹۱

(۲۱) احکا م القرآن ابن العربى،ابوبکر محمد بن عبد الله،دارالکتب العربى، بيروت ،لبنان،۲۰۰۷ئ،ج۳،ص ۱۸

(۲۲) بدائع الصنائع ، علامہ علاؤ الدين کاسانى ،دارلکتب العلميه، بيروت لبنان ،۲۰۰۳ئ،ج۷،ص۶۲

(۲۳) مجلة الأحکام العدلية،جـ:۱،ص: ۳۳، المؤلف: لجنة مکونة من عدة علماء وفقهاء فى الخلافة العثمانية،الناشر:نورمحمّد ،کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی

(۲۴)سورۂ آل عمران، ۳/ ۷۵

(۲۵)سورۂ یوسف ، ۲۰/۱۲

(۲۶)البرهان فى علوم القرآن ،ج:۱،ص: ۱۵۵،المؤلف : على بن ابراهيم بن سعيد أبو الحسن الحوفى (المتوفى:۴۳۰ھ)الناشر :کلية العلو م ا لاسلاميه مدينة المنو رہ۔

(۲۸)لنتف فى الفتاوى ، ج:۱ص: ۳۵.... ۴۳۸،المؤلف :أبو الحسن على بن الحسين بن محمد السغدى ،الحنفى ۔(المتوفى: ۴۶۱ھ)الناشر:دار الفرقان ۔بيروت،الطبعة:الثانية،۱۴۰۴۔۱۹۸۴(اوپر والے عبارات کے بھی یہی حوالے ہیں)

(۲۹)تحفةالفقهائ،ج:۲،ص: ۷،المؤلف : محمدبن أحمد بن أبى أحمد ،أبو بکر رلاء الدين السمرقندى (المتوفى:۵۴۰ھ)الناشر:دارالکتب العلمية۔بيروت الطبعة:الثانية ،۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م۔

(۳۰)بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع ،ج:۵،ص:۱۳۴،المؤ لف: علاء الدين ،أبوبکر بن مسعود بن أحمد الکاسانى الحنفى(المتوفى:۵۸۷ھ) الناشر: دارالکتب العلمية ،الطبعة: الثانية ،۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶م

(۳۱) مقدمة فى النقود والبنوک ، محمد ذکى شافعى ، دارالنهضة العربية قاهره، مصر، ۱۹۸۳ئ، ص۱۶،۱۴

(۳۲)المعاملات المالية المعاصرة،ص:۱۵۰،د:وهبة الزحيلیؒ،ناشر: دار الفکر المعاصر ۔بيروت۔

(۳۳)" المصبا ح المنير ، ابو عباس احمد بن محمد فيومى ، ج۔۲،ص ۷۱۶

(۳۴) الزاهر فى غريب الفاظ الشافعى ، ابو منصور الازهرى ، وزارة الأ وقاف، کويت، ۲۰۰۴ء ص ۲۲۰

(۳۵)العملة واحکامها فى الفقه الاسلام ،عجيل جاسم النشمى ، مجلة الشريعة والدراسات الاسلامية ، کويت يو نيورسٹی ، کويت، ۱۴۰۹ھ،ص۲۶۱

(۳۶)العملة واحکامها فى الفقه الاسلام ،عجيل جاسم النشمى ، مجلة الشريعة والدراسات الاسلامية ، کويت يو نيورسٹی ، کويت، ۱۴۰۹ھ،ص۲۶۱

(۳۷)العملة واحکامها فى الفقه الاسلام ،عجيل جاسم النشمى ، مجلة الشريعة والدراسات الاسلامية ، کويت يو نيورسٹی ، کويت، ۱۴۰۹ھ،ص۲۶۱

(۳۸) العملة واحکامها فى الفقه الاسلام ،عجيل جاسم النشمى ، مجلة الشريعة والدراسات الاسلامية ، کويت يو نيورسٹی ، کويت، ۱۴۰۹ھ،ص۲۶۱

(۳۹)اسلام اور جدید معیشت ،ص:۹۳ ،مؤلف :القاضی مفتی محمد تقی عثمانی ،ناشر: ادارۃ المعارف کراچی ۔

(۴۰) المعاملات المالية المعاصرة،د:وهبة الزحيلیؒ،ص:۱۵۰،ناشر: دار الفکر المعاصر ۔بيروت۔

(۴۱)النقود والمصارف فى النظام الاسلامى ، عوف محمود کفراوى ، دارالجامعات المصرية ، قاهره ، مصر ، ۱۴۰۷ھ،ص ۳۰

(۴۲)اسلام اور جدید معاشی مسائل ،ص:۹۶،المؤلف : جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی ،ناشر: ادارۃ المعارف کراچی ۔

(۴۳) مقدمہ فى النقود والبنوک،محمد ذکى شافعى ، ص ۴۰

(۴۴)موسوعةالمصطلحا ت الاقتصادية والاحصادية،ص:۱۵۴،ڈاکٹر عبد العزيز هيکل ،دار النهضة العربية ،لبنان،الطبعة الثانية،عام (۱۴۰۶ھ)۔